رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے — عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا — اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے
آٹھ روپیہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶ | ۸ - اپریل ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | ۶ - رجب ۱۳۳۷ھ | نمبر ۷۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت و عافیت ہیں۔

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور شیخ محمود احمد صاحب ابن جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایک تبلیغی دورہ پر روانہ ہو گئے ہیں۔ احباب انکی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

امسال بھی کئی ایک نوجوانوں نے مولوی فاضل منشی فاضل اور انٹرنس کا امتحان دیا ہے ان کی کامیابی کے لئے دعا کیجائے۔

الموعظۃ الحسنۃ

۲۰ - مئی ۱۹۰۲ء

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے۔ اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوت دیجاتی ہے مومن کے دل میں ایک جذب ہوتا ہے۔ کہ جس قوت جاذبہ کے ذریعہ وہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ اگر تم میں جذب محبت خدا کی راہ میں کافی ہو تو پھر کیوں لوگ تمہاری طرف نہ کھینچے آویں۔ اور کیوں تم میں ایک شعلہ طیسی طاقت نہ ہو جاوے۔ دیکھو قرآن میں سورہ یوسف میں آیا ہے ولقد ھمت بہٖ و ھم بھا لولا ان رّاٰ برھان ربہ۔ یعنی جب زلیخا نے یوسف کا قصد کیا تو یوسف بھی زلیخا کا قصد کرتا اگر یہ حائل نہ ہوتے ایک طرف تو یوسف جیسا متقی ہے۔ اور اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بھی زلیخا کی طرف مائل ہو ہی چکا تھا اگر ہم نہ روکتے۔ اس میں سر یہ ہے۔ کہ انسان میں ایک کشش محبت ہوتی ہے۔ زلیخا کی کشش محبت اس قدر غالب آئی تھی کہ اس کشش نے ایک متقی کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا۔ سوچائے شرم ہے کہ ایک عورت میں جذب اور کشش اس قدر ہو کہ اس کا اثر ایک مضبوط دل پر ہو جاوے۔ اور ایک شخص جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس میں جذب محبت الٰہی اس قدر نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف کھینچے چلے آویں۔ یہ عذر قابل پذیرائی نہیں کہ ہمارے وعظ میں اثر نہیں اصلی نقص خوبیٔ جاذبہ میں ہی ہے جب تک وہ کامل نہیں تب تک زبانی خالی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا" (البدر ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء جلد ۱ صفحہ ۳۰) حضرت مسیح موعود

اخبار احمدیہ

گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں احمدیہ انگریزی مڈل سکول کا اجراء

بتاریخ ۲۹ - مارچ ۱۹۱۹ء بروز ہفتہ بوقت ۲ بجے بعد نماز ظہر

گھٹیالیاں کی وسیع احمدیہ مسجد میں ایک بڑا بارونق جلسہ ہوا جس میں گرد و گرد کے مواضعات کے بہت سے سرکردہ احباب شریک ہوئے۔ شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب بی - اے بی ٹی اسسٹنٹ سکرٹری تعلیم قادیان نے سوا گھنٹہ تک ایک تقریر کی جس میں انھوں نے مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ خدمت اسلام کے لئے ایسے وقت میں جبکہ سب طرف سے آریہ اور مشن سکول کھل گئے ہیں۔ اپنے بچوں کو ہلاکت اور ضلالت سے بچانے کے لئے وہ بہت جلد وہاں کے پرائمری سکول کو انگریزی مڈل کے درجہ تک ترقی دیں - ان کے بعد چودھری عبداللہ خانصاحب و بابو غلام حسن صاحب نے بھی بڑے پرزور الفاظ میں اسی مضمون پر مختصر تقریریں فرمائیں - آخرکار ۱۵ دوستوں کی ایک کمیٹی بن گئی - سید نذیر حسین شاہ صاحب (جو احمدیہ پرائمری اسکول کے اسسٹنٹ میجر ہیں) سکرٹری سکول کمیٹی مقرر کئے گئے ہیں اسی وقت اس کمیٹی کا ایک جلسہ ہوا - اس میں بہت سے انتظامی معاملات پر غور کیا گیا - اور یہ بھی طے ہوا کہ چونکہ کارروائی بہت جلدی کرنی چاہئے اس لئے پانچ تاریخ اپریل کو اس کمیٹی کا دوسرا جلسہ ہو۔

کاٹھ گڑھ میں احمدیہ ورنیکولر مڈل سکول کا اجرا

۲۴ - مارچ ۱۹۱۹ء کی شام کو کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور میں احمدیہ ورنیکولر مڈل سکول جاری کرنے کے متعلق ایک عام جلسہ ہوا احمدی اور غیر احمدی مسلمانوں کے علاوہ بہت سے آریہ صاحبان بھی شریک جلسہ ہوئے۔ شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب بی - اے - بی - ٹی - اسسٹنٹ سکرٹری تعلیم و تربیت قادیان نے احمدیہ مدرسہ کے جاری کرنے کی اہمیت پر ایک گھنٹہ تک تقریر کی اور بعد ازاں چودھری محمد حسین خانصاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ و چودھری عبدالمنان صاحب نے اسی مضمون پر مختصر طور پر کچھ بیان فرمایا - بالآخر فیصلہ ہوا کہ یکم اپریل ۱۹۱۹ء سے ورنیکولر مڈل سکول جاری کر دیا جاوے۔

نماز جنازہ

برادر حکیم محمد قاسم صاحب لاہوری کے خسر صاحب فوت ہو گئے ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

ولایت میں تبلیغ اسلام

ایک خاتون کا مشرف باسلام ہونا

نہایت خوشی کی خبر ہے - کہ ایک انگریز لیڈی بنام مس جے - سی کارڈن سکنہ لورپول جو قریباً آٹھ ہفتے سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور خاکسار راقم کے زیر تبلیغ تھی - آخر گذشتہ اتوار کو عقائد مسیحیہ کو بکلی چھوڑ کر بطیب خاطر اسلام میں داخل ہوئی - الحمد للہ اسلامی نام حضرت مفتی صاحب نے جمیلہ رکھا ہے۔

گذشتہ ماہ میں ہفتہ واری لیکچروں کا سلسلہ برابر جاری رہا - تین لیکچر صفات باری تعالیٰ (اسلام کا خدا) دعا اور توبہ اور برکات اسلام پر خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جن میں بہت کامیابی ہوئی -

حضرت مفتی صاحب آجکل بمقام لنڈن شہر میں مقیم ہیں - اور وہاں بذریعہ تحریر و تقریر تبلیغ اسلام میں کوشاں ہیں - والسلام

خاکسار قاضی عبداللہ بلغ لندن ۱۵ - فروری

نظم

وصیت ہے مسیحا کی رہو تم ایک جاں ہوکر
اگر روٹھے کوئی اس کو مناؤ مہرباں ہوکر

یہی پہلا سبق ہے - اور یہی تعلیم احمد ہے
رہیں سب احمدی آپس میں یکدل یکزباں ہوکر

انھیں کیا ہو گیا - کیوں قادیاں کو چھوڑ بیٹھے ہیں
امنگیں دل کی دل ہی میں رہیں انکی عیاں ہوکر

بنی لکھ کر بنی سے آج جو انکار کرتے ہیں
خلافت کے عدو وہ بن گئے ہیں سرگراں ہوکر

مرے نالوں سے عرفانِ چمن فریاد کرتے ہیں
جو ان کے درد میں میں کر رہا ہوں نیم جاں ہوکر

اگر جو بھیڑ ہوتی ہے وہ اکثر بھیڑیوں کی ہے
یقیناً ایک دن اڑ جائیگی وہ دھجیاں ہوکر

یہ کیسے مولوی ہیں گالیوں پر جو اتر آئے
یہ کیوں تہذیب سے عاری رہے پیر مغاں ہوکر

مقابل شیر کے آنا نہیں زیبا ہے روباہ کو
عجب ناداں ہے جو اترا رہے ہیں ناتواں ہوکر

میاں محمود احمد قدرتِ ثانی احمد ہے
خدا سے دیں ہی مصلح ہوا ہے - نوجواں ہوکر

بتاؤ کس کی جرأت ہے - کہ جو اسکے مقابل میں
سرِ میداں نکل آئے ذرا وہ پہلواں ہوکر

یہ ان فضلوں کا جامع ہے جنہیں احمد مسیح لایا
زباں کو تھام لے مت چھیڑ اس کو بدزباں ہوکر

تو یہ سمجھے ہے مٹ جائیگا یہ تیری شرارت سے
تجھے یہ بدگمانی ہو رہی ہے بدگماں ہوکر

خدا کی ایک سنت ہے، کہ جو ہرگز نہیں ٹلتی
کہ وہ پاکوں کا حامی ہے رہیگا مہرباں ہوکر

سنو اور سن کے اس کی جماعت میں یہ کہہ دینا
مسیحا کہہ گئے ہیں احمدِ آخر زماں ہوکر

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو (حکیم احمد حسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان - ۸- اپریل سنہ ۱۹۱۹ء

حضرت مسیح موعود کے ایک الہام پر اعتراض

اور

اس کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک الہام ہے آتانی مالم یؤت احد من العالمین خدا تعالیٰ آپ کو فرماتا ہے کہ مجھے وہ کچھ دیا گیا ہے۔ جو موجودہ زمانہ میں کسی اور کو نہیں دیا گیا۔ اس کے متعلق اہلحدیث کا ایک پردہ نشین نامہ نگار بعنوان "چودھویں صدی کے ایک مجدد کا الہام" یہ اعتراض کرتا ہے۔ کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ

غلام احمدم ہر چہ کہ ہستم

لیکن یہ دعویٰ مرزا صاحب کے آقا نے بھی نہیں کیا۔ آنحضرت صلعم سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کریم کون ہے۔ آپ نے فرمایا کریم۔ ابن کریم ابن کریم ابن کریم یوسف ابن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم یعنی کریم حضرت یوسف تھے۔ جو چار پشت سے پیغمبر تھے۔ اور یہ نہ فرمایا کہ میں ہوں۔ مجھے خدا نے وہ کچھ دیا جو دو جہان میں کسی کو نہیں دیا۔ پس مرزا جی کا یہ الہام اسی صورت میں صحیح اور منجانب اللہ مانا جا سکتا ہے۔ کہ مرزا جی کو آنحضرت صلعم پر فوقیت دیجاوے ورنہ خود ساختہ ہے۔"

(اہلحدیث ۲۸- مارچ سنہ ۱۹۱۹ء)

یہ اعتراض اگر کسی غیر مذہب کے شخص کی طرف سے پیش کیا جاتا۔ تو اس قدر تعجب نہ ہوتا جتنا ایک مسلمان کہلانے والے کی طرف سے اعتراض کرنے پر ہوا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ معترض صاحب بھی قرآن کریم اور احادیث کے علم سے بالکل کورے ہیں۔ اور ہونے بھی چاہئیں۔ کیونکہ جن ناپاک ہاتھوں میں شیشہ و مینا ہو ان کی رسائی قرآن و حدیث تک نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس قسم کا جاہلانہ اعتراض حضرت مرزا صاحب پر ان کی طرف سے کیا گیا ہے۔ ورنہ کوئی ایسا شخص جو قرآن کریم سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو کبھی یہ اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے۔ واذ قال موسیٰ لقومہ یٰقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا واٰتٰکم مالم یؤت احدا من العالمین (سورہ مائدہ رکوع ۴) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا کہ اے قوم یاد کر اللہ کی اس نعمت کو جو اس نے تم پر کی۔ جبکہ اس نے تم میں نبی مبعوث فرمائے۔ اور تمہیں بادشاہ بنایا۔ اور تمہیں وہ کچھ دیا جو عالمین میں سے کسی کو نہیں دیا۔ ان الفاظ سے جو جلی کر دیئے گئے ہیں صاف ظاہر ہے۔ کہ ان میں اور حضرت مرزا صاحب کے الہام میں سوائے صیغوں کے فرق کے اور کوئی فرق نہیں۔ اور مطلب کے لحاظ سے دونوں ایک ہی رنگ کے ہیں۔ اب ہم اہلحدیث کے نامہ نگار سے دریافت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت مرزا صاحب کے مذکورہ بالا الہام پر جو یہ اعتراض کیا ہے کہ

"العالمین عالم کی جمع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا سب مخلوقات کو عالم کہتے ہیں اس لئے معنی اس الہام کے یہ ہوئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ کچھ دیا ہے کہ اس کی ذات کے سوا جو کچھ ہے۔ اس میں کسی کو خدا نے وہ کچھ نہیں دیا۔ گویا خدا کے بعد میرا درجہ ہے مرزا صاحب نے بڑھتے بڑھتے اپنے ارادتمندوں کے بھروسہ پر یہ الہام اتار لیا ہے"۔

کیا بعینہ یہ اعتراض قرآن کریم کے ان الفاظ پر نہیں پڑتا جن میں بنی اسرائیل کو کہا گیا ہے آتاکم مالم یؤت احداً من العالمین کہ تمہیں وہ کچھ دیا گیا ہے۔ جو عالمین میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ نامہ نگار صاحب ذرا ہوش میں آکر غور کریں اور دیکھیں کہ ضد اور تعصب میں اندھے ہو کر وہ حضرت مرزا صاحب کے الہام پر اعتراض نہیں کر رہے بلکہ قرآن کریم کی آیت پر کر رہے ہیں۔ اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ حق کی مخالفت نے ان لوگوں کی عقلیں ایسی مسخ کر دی ہیں۔ کہ باوجود قرآن کریم کے ماننے کا دعوےٰ کرنے کے اس پر اعتراض کرنے سے نہیں شرماتے۔

پھر حضرت مرزا صاحب کے مذکورہ بالا الہام کے متعلق یہ لکھنا۔ کہ "مرزا جی کا یہ الہام اسی صورت میں صحیح اور منجانب اللہ مانا جا سکتا ہے کہ مرزا جی کو آنحضرت صلعم پر فوقیت دیجاوے ورنہ خود ساختہ ہے"

نامہ نگار صاحب کی جہالت کا ایسا بین ثبوت ہے کہ جس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام اسی صورت میں صحیح اور منجانب اللہ مانا جا سکتا ہے۔ جبکہ انہیں آنحضرت صلعم پر فوقیت دیجائے۔ تو پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت بھی اسی وقت صحیح اور من جانب اللہ الہام مانا جا سکتا ہے جبکہ بنی اسرائیل کے ہر ایک فرد کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت دیجائے۔ کیونکہ جو کچھ حضرت مرزا صاحب کو اس الہام میں کہا گیا ہے بعینہ وہی قرآن کریم کی اس آیت میں تمام بنی اسرائیل کو کہا گیا ہے۔ اب معترض صاحب بتائیں کہ وہ قرآن کریم کی اس آیت کو منجانب اللہ اور صحیح الہام سمجھتے ہیں یا نہیں اگر سمجھتے ہیں تو کیا بنی اسرائیل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت دیتے ہیں یا نہیں اگر نہیں دیتے تو انہوں نے جو اعتراض حضرت مرزا صاحب کے الہام پر کیا ہے وہ ان ہی کے منہ سے غلط ثابت ہو جاتا ہے۔

باقی رہا یہ کہ نبی کریم سے جب سوال کیا گیا۔ کہ کریم کون ہے۔ تو آپ نے حضرت یوسف کا نام بتایا اور یہ نہ فرمایا کہ میں ہوں مجھے خدا نے وہ کچھ دیا ہے جو دو جہان میں کسی کو نہیں دیا تو اس سے حضرت مسیح موعود کے الہام پر کوئی زد نہیں پڑتی۔

کیونکہ اپنی طرف سے دوسروں پر اپنی فوقیت کا خواہ مخواہ اظہار کرنا کوئی پسندیدہ بات نہیں ہوتی۔ اور خدا کے نبی جو ہر ایک ناپسندیدہ امر سے بیزار ہوتے ہیں۔ کبھی ایسا نہیں کرتے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے متعلق جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے اظہار میں کبھی اخفا نہیں کرتے۔ جس سے انکی غرض اپنی بڑائی اور برتری کا ظاہر کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے انعامات کا بیان کرنا اور لوگوں کو اپنا وہ تعلق اور قرب بتانا مقصود ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ سے انہیں حاصل ہوتا ہے۔ تاکہ سعید اور پاک روحیں ان کو قبول کر کے اپنی عاقبت سنواریں۔ اور دنیا کی ظلمتوں اور تاریکیوں سے نکل آئیں۔ پس اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دریافت کرنے پر کہ کریم کون ہے حضرت یوسف کا نام لے دیا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ خود کریم نہ تھے یا آپ کی شان حضرت یوسف سے کم تھی۔ بلکہ اس لئے کہ آپ کو اس موقعہ پر اپنی بڑائی آپ پیش کرنا منظور نہ تھی۔ ورنہ جہاں آپ نے اپنی شان کے بتلانے کی ضرورت سمجھی وہاں علی الاعلان فرما دیا انا سید ولد آدم کہ میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں۔ اس میں حضرت یوسف اور دوسرے انبیاء شامل ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود کے الہام پر اعتراض کرنا نادانی اور جہالت ہے۔ نہ تو اس سے رسول کریم پر آپکی کوئی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور نہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ نے اپنی بڑائی کے لئے ایسا کیا۔ آپ تو فرماتے ہیں:-

"یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں خدا نے میری ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے قل اجرد نفسی من ضروب الخطاب۔ یعنی ان کو کہدے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے برتر ہے۔ اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے متعلق آپ کوئی ایسا امر بیان کرنا ہرگز پسند نہ فرماتے تھے۔ جس سے آپکی بڑائی ظاہر ہو۔ ہاں جو خدا تعالیٰ آپ سے کہلواتا تھا سو وہ آپ کہتے تھے۔

معترض صاحب نے حضرت مسیح موعود کے اس الہام کو پیش کر کے یہ دکھانا چاہا ہے۔ کہ اس سے حضرت مرزا صاحب کی غرض یہ تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت اور بڑائی جتائیں لیکن تعجب ہے کہ ایک طرف تو وہ حضرت مسیح موعود کے اس کلام کو خود پیش کر کے اس کے مطلب اور مفہوم سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ کہ

غلام احمد ہر جا کہ ہستم

اور دوسری طرف جو الہام پیش کرتا ہے۔ اس کے اس مطلب کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے ایسے ہی لوگوں کی کج فہمی اور بے علمی کو مد نظر رکھ کر اپنے قلم سے بیان فرما دیا ہوا ہے کہ

"احد من العالمین سے مراد زمانہ حال کے لوگ یا آئندہ زمانہ کے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب"

ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۲۸۶ ایڈیشن سوم

چونکہ ان الفاظ کے ہوتے ہوئے کوئی عقلمند ایک منٹ کے لئے بھی معترض کا اخذ کردہ یہ نتیجہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ کہ

"اس الہام سے غرض مرزا صاحب کی یہ تھی کہ لوگوں سے بعد از خدا بزرگ توئی کہلوائیں"

اسلئے اسی الہام کے مطلب کے متعلق یہ دھوکہ دینے کی ضرورت پیش آئی کہ

"الہام کے معنے کرتے ہیں زمانہ ماضی جو خارج کیا گیا۔ اس کے واسطے کونسا قرینہ تھا۔ اور جب مرزا صاحب کو اللہ سے ہمکلامی تمام تمام دن۔ اور تمام تمام رات میسر تھی تو واللہ اعلم

بالصواب چہ معنی دارد؟

یہ اعتراض بھی قرآن کریم کی اسی آیت سے رد ہو جاتا ہے۔ جو ہم نے اوپر بنی اسرائیل کے متعلق پیش کی ہے۔ کیونکہ اگر اس کے یہ معنی کئے جائیں۔ کہ بنی اسرائیل کو وہ کچھ دیا گیا تھا۔ جو کسی اور کو نہ ان سے پہلے۔ اور نہ ان کے بعد کسی زمانہ میں دیا گیا۔ تو یہ کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کو جو کچھ دیا گیا۔ اس سے بڑھ کر ان کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو دیا گیا۔ پس اس آیت کے یہی معنی کئے جائیں گے کہ بنی اسرائیل کو جو کچھ دیا گیا۔ وہ ان کے زمانہ میں اور کسی کو نہ دیا گیا تھا۔ تو اس آیت میں اس زمانہ کے دوسرے لوگوں کو وہ کچھ نہ دینے کی نفی کی گئی ہے جو کچھ کہ بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا۔ نہ کہ زمانہ ماضی یا مستقبل کی نفی کی گئی ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل سے پہلے بھی خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو نبوت اور سلطنت کی نعمت دیتا رہا۔ اور اس کے بعد بھی اس نعمت سے اس نے امت محمدیہ کو ممتاز فرمایا۔

اب ہم معترض صاحب کو بتلاتے ہیں۔ کہ جس آیت کے معنی کرنے میں جس قرینہ سے زمانہ ماضی اور مستقبل کو خارج کیا جاتا ہے اسی قرینہ سے حضرت مرزا صاحب نے اپنے الہام کے معنی کرنے میں زمانہ ماضی کو خارج کیا ہے۔ باقی رہا یہ کہ آپ نے واللہ اعلم بالصواب کیوں لکھا۔ اس کے دریافت کرنے کی ضرورت معترض صاحب کو شاید اس لئے پیش آئی ہے۔ کہ چونکہ آجکل کے مولوی ملانوں نے عام طور پر یہ طریق اختیار کر رکھا ہے۔ کہ جس بات کا انہیں علم نہیں ہوتا۔ اسکو بیان کرنے کے بعد ان الفاظ کو استعمال کر لیا کرتے ہیں۔ اس لئے معترض نے سمجھا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ لیکن یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ اسے چاہئے کہ ان الفاظ کے اصل معنی اور مفہوم پر غور کرے۔ جو یہ ہے کہ اللہ مجھ سے بہت زیادہ اور اچھی طرح جانتا ہے۔ اور پھر بتائے کہ کیا یہ بات درست نہیں ہے۔ کہ نبی خواہ کتنا ہی عظیم الشان کیوں نہ ہو کسی امر کے متعلق ایسا علم نہیں رکھ سکتا جیسا خود خدا تعالیٰ رکھتا ہے۔ کیونکہ نبی انسان ہی ہوتا ہے پس اگر حضرت مرزا صاحب نے اپنے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کے متعلق یہ کہا کہ واللہ اعلم بالصواب تو یہ اعتراض کی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن افسوس نادان معترض اس قسم کے اعتراض پیش کر کے مخلوق خدا کو دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے۔

عجیب غلط بیانی

جس طرح ہر زمانہ میں خدا کی طرف سے مقرر ہونے والے سلسلوں کے ساتھ دنیا کے کیڑے اور ناراستی کے بندے تمسخر اور استہزا کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں بھی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ عجیب عجیب رنگوں میں مخالفین صداقت اپنے اس فن کے جوہر دکھاتے رہتے ہیں۔ حال میں "انور پاشا قادیانی ہو گئے" کے عنوان سے اخبار آفتاب میں ایک ایسے پردہ نشین نے جسے ہم کہہ سکتے ہیں۔

ہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

تمسخرانہ انداز سے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے۔ جس کے متعلق ہم صرف اتنا کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کسی انسان کا محتاج نہیں۔ اگر کوئی اس میں داخل ہو تو وہ اس پر احسان نہیں کرتا۔ اور نہ داخل ہو تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اور وہی سعید روحوں کو کھینچ کھینچ کر اس میں داخل کر رہا ہے۔ پس جو سعید روح ہوگی۔ وہ ضرور اس میں داخل ہوگی۔ اور جو داخل نہ ہوگی۔ اس کے شقی ازلی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ چونکہ سلسلہ احمدیہ کی ترقی کا انحصار کسی انسان پر نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں کسی کے قادیانی ہونے کی اس وجہ سے کوئی خوشی نہیں ہو سکتی۔ کہ اس کے ذریعہ سلسلہ کی ترقی ہوگی۔ ہاں اس بات کی خوشی ہو سکتی ہے کہ اس نے اپنی آخرت سنوار لی۔ پس وہ لوگ جو انور پاشا وغیرہ کے شیدائی ہیں۔ اور ان پر اپنی کبھی نہ پوری ہونے والی امیدوں کا انحصار رکھے ہوئے ہیں خوب اچھی طرح سن لیں کہ ہمارے نزدیک ان کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔ اور اس قسم کی غلط بیانی کا ہم پر سوائے اس کے کچھ اثر نہیں ہو سکتا کہ آپ لوگوں کی حالت زار پر آنسو بہائیں۔ کہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی ہے۔

النظر

صبر کا اجر حصہ اول

اب تک ہماری جماعت میں بالخصوص عورتوں کے لئے کوئی کتاب بجز جناب شیخ یعقوب علی صاحب کی سلک مروارید کے تصنیف نہیں ہوئی تھی۔ درانحالیکہ عورتوں کی تعلیم نہایت ضروری اور اہم ہے۔ کیونکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ بچوں کی تعلیم و تربیت مذہبی۔ اخلاقی وغیرہ ماں ہی کی گود سے شروع ہوتی ہے۔ پس اگر مائیں اپنے فرائض سے آگاہ ہونگی تو اپنے بچوں کی مناسب نگہداشت کر سکینگی۔ لیکن اگر وہ خود ہی کوری ہونگی تو اپنے بچوں کی تربیت کیا خاک کرینگی۔

خدا تعالیٰ جزائے خیر دے جناب ماسٹر محمد حسین صاحب کو جنہوں نے مستورات کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کی اور ان کے مذاق کے کئی ایک رسالے تصنیف کر کے شائع کر دیئے۔ حال میں انہوں نے "صبر کا اجر" کے نام سے ایک اور رسالہ شائع کیا ہے۔ جس کا کاغذ سفید لکھائی چھپائی اچھی اور ضخامت کل ۲۷ صفحہ۔ جس کے اخیر میں مشکل الفاظ کا فرہنگ بھی شامل ہے قیمت صرف ۵ ہے احباب کا فرض ہے۔ کہ اس سلسلہ کی طرف توجہ فرمائیں۔ کیونکہ ان کتب کی بدولت مستورات انشاء اللہ بہت فائدہ حاصل کر سکینگی۔ مصنف سے قادیان سے مل سکتا ہے۔

خطبہ جمعہ

قرآن کریم پڑھنے کی ہدایت

ایدہ اللہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی

(فرمودہ ۲۸ - مارچ ۱۹۱۹ء)

حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

صراط مستقیم بہترین نعمت ہے

دنیا میں بہترین چیزوں میں سے اور نہایت ہی کارآمد اشیاء میں سے ایک ہدایت ہے - صراط مستقیم کی ہدایت ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا - کونسا کام ہے جو بغیر صحیح ذرائع کے ہوسکتا ہے - کوئی بھی نہیں - خواہ کام چھوٹے سے چھوٹا کیوں نہ ہو - بغیر صحیح ذرائع کے انجام نہیں پاسکتا - مثلاً روٹی کھانا بہ لحاظ اس کے کہ انسان اس کے کھانے کے لئے ہر روز مجبور ہے کس قدر چھوٹا کام ہے - مگر غور کرو جب تک انسان لقمہ منہ میں نہیں ڈالیگا کیسے کھائیگا - بات تو معمولی سی ہے - مگر ہوگی اسی طریق سے - جو خدا نے اس کے لئے مقرر فرمایا ہے - اسی طرح علم ہے علم کے سیکھنے کے لئے قواعد ہیں - اگر ان قواعد کو استعمال نہ کیا جائے - تو کوئی علم حاصل نہیں ہوسکتا - بہت لوگ ہیں جو راتوں کو جاگتے - اور پڑھتے ہیں - مگر جس طریق یا جن کتابوں کے پڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے ان کو نہیں پڑھتے - اس لئے علوم میں ترقی نہیں کرسکتے - بعض لڑکے ہر وقت کتاب ہاتھ میں لئے نظر آتے ہیں - مگر جب امتحان ہوتا ہے - تو فیل ہوجاتے ہیں - بعض لوگ خیال کرتے ہونگے - کہ یہ تو بڑی محنت کرنے والے طالبعلم تھے - پھر کیوں فیل ہوئے - مگر اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ کتاب کے ساتھ ناول بھی رکھتے ہیں - جب پڑھنے بیٹھے تو کہا چلو دو ایک صفحہ اس کے بھی پڑھ لیں - اسی طرح دو دو صفحہ میں ان کا سال تمام ہوجاتا ہے - اور وہ امتحان میں ناکام ہوجاتے ہیں -

از خود انسان نہ کسی کی رضا حاصل کرسکتا ہے، نہ علوم

تو جب تک صحیح ذرائع نہ ہوں کامیابی نہیں ہوسکتی - جو بڑے بڑے امور ہیں - ان کے لئے اس سے بھی زیادہ صحیح ذرائع کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے - پس جب تک صراط مستقیم کی ہدایت نہ ہو کچھ نہیں حاصل ہوسکتا - کجا یہ کہ تقویٰ و طہارت نصیب ہو یہ تو بڑی باتیں ہیں ان کیلئے تو اور زیادہ صراط مستقیم کی ہدایت اور احتیاط کی ضرورت ہے - لیکن ان کے لئے خود صراط مستقیم انسان نہیں تجویز کرسکتا - دنیا میں اور علوم کے لئے کچھ کرسکتا ہے - اور وہ بھی اس طرح کہ ایک کے لئے دوسرا ذریعہ بن جائے اور دوسرا اسے کوئی مفید بات بتادے - خود ان علوم میں بھی انسان اپنے لئے آپ طریق ایجاد نہیں کرسکتا مثلاً جو انسان عربی یا انگریزی پڑھنا چاہے وہ خود کہاں انگریزی کا کورس یا عربی کا نصاب تجویز کرسکتا ہے - دوسرے جنہوں نے ان علوم کو پڑھا ہوا ہے وہ کچھ بتادیتے ہیں - تو ان علوم میں ایک انسان دوسرے کے لئے ذریعہ ہدایت ہوسکتا ہے - لیکن خدا کی رضا و انسان نہ خود معلوم کرسکتا ہے اور نہ دوسرا انسان اس کے حاصل کرنیکا بطور خود طریق بتا سکتا ہے - یہ تو خدا کی رضا ہے میں کہتا ہوں انسان انسان کی رضا خود نہیں معلوم کرسکتا جب تک وہ خود نہ بتائے بہت دفعہ جب بچہ روتا ہے تو ماں چپ کرانے کے لئے اسے پانی دیتی ہے اگر چپ نہیں ہوتا تو دودھ دیتی ہے اس کو بھی جو پھینک دیتا ہے - تو کوئی اور چیز دیتی ہے - مگر پھر بھی وہ خاموش نہیں ہوتا - روتے روتے سوجاتا ہے - یا ایسا ہوتا ہے کہ بیسیوں غلطیوں کے بعد کچھ پتہ لگتا ہے کہ فلاں وجہ سے روتا ہے -

اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی راہیں

پس جب اپنے ہمجنس کا عندیہ معلوم کرنا آسان نہیں تو خدا تعالیٰ کی رضا کا از خود معلوم کرنا ممکن نہیں - ہاں جب خدا تعالیٰ بتادے - کہ میرا یہ منشا اور یہ عندیہ ہے - تو پتہ لگتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنی رضامندی کو بتادیا ہے - اور وہ قرآن کریم میں مسطور ہے اور جیسے ہر چیز کے حصول کے لئے صراط مستقیم کی ضرورت ہے - ویسے ہی خدا کی رضا کے حصول کے لئے بھی ہے قرآن کریم کے ابتداء میں ہی انسان ہدایت طلب کرتا ہے - اور کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم وہ خدا سے سیدھے رستہ کی ہدایت چاہتا ہے - جھٹ اس کو جواب ملتا ہے الم ذالک الکتاب - کہ یہ رستہ ہے -

پس اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے فضل سے اپنی رضامندی حاصل کرنیکا طریق بتادیا ہے - اب خود اس کے لئے کوئی نصاب تیار کرنے کی ضرورت نہیں - اور نہ ضرورت ہے - کہ لوگوں سے معلوم کریں - ہاں ضرورت ہے کہ ان اشارات اور رموز کو جو اس رستہ میں موجود ہیں - دوسرے واقفوں سے سمجھ لیں اب رستہ کے متعلق یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ کس رستہ پر چلیں - اب تو اس رستہ کے حالات دریافت کرنے کی ضرورت ہے - قرآن کریم میں وہ ذریعہ موجود ہے - جس سے ہم اللہ تعالیٰ کو پاسکتے ہیں - اور اس کی رضاء کو حاصل کرسکتے ہیں - اور یہ وہ چیز ہے جس سے ہی تمام قرب الٰہی کی راہیں معلوم ہوسکتی ہیں - پس یہی ایک ذریعہ ہے جس سے خدا ملتا ہے - اور اس کے سوا اور کوئی رستہ نہیں ہے جس پر قدم مار کر ہم خدا تک پہنچ سکیں -

خدا کو پانے کے لئے لامحدود کوشش کی ضرورت ہے

یہ سچ ہے کہ خدا تک پہنچنے کے کئی رستے ہیں۔ کیونکہ خدا لامحدود ہے۔ اور وہ چونکہ لامحدود ہے۔ اس لئے اس کے پانے کے رستے بھی غیر محدود ہی ہیں۔ پھر اس کا عرفان بھی غیر محدود ہے۔ اس لئے اس کے لئے کوشش بھی غیر محدود کی ہی ضرورت ہے۔ ایک چھوٹی سی چیز کا نظر آسانی سے احاطہ کرلیتی ہے۔ لیکن جو چیز بڑی ہو اس کا احاطہ نظر جھٹ پٹ نہیں کرسکیگی۔ بلکہ اس کے لئے بڑی کوشش اور سعی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ایک وسیع سمندر ہے اس کے لئے نظر کو بہت زیادہ وسیع کرنا پڑے گا اور بڑی کوشش اور محنت کے بعد اس کا احاطہ ہوسکیگا۔ پس جو چیز غیر محدود ہو اسکے حاصل کرنے کے لئے غیر محدود وقت اور غیر محدود کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کی معرفت کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔ اس لئے اس کے لئے جس قدر کوشش کی ضرورت ہے۔ وہ کبھی ختم نہیں ہوتی۔ اور جس قدر ذرائع اس کے حصول کے ہیں وہ سب قرآن کریم میں درج ہیں۔ اس کے باہر کوئی نہیں ہے۔ مگر افسوس کہ بہت ہیں جو ادھر توجہ نہیں کرتے۔ زید وبکر کے اقوال کی طرف توجہ کرتے ہیں مگر قرآن کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

کوئی شخص قرآنی علوم کو ختم نہیں کرسکتا

میں آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگ اپنی کوششوں کو قرآن کریم سمجھنے میں صرف کریں۔ یہ کبھی نہ سمجھو کہ تم نے قرآن کریم کو سمجھ لیا۔ وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ غلط کہتے ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے قرآن کو پڑھ لیا۔ اور اس کے معارف پر احاطہ کرلیا۔ اب انھیں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن کو کوئی ایسا نہیں پڑھ سکتا۔ کہ پھر اسے پڑھنے کی ضرورت نہ رہے۔ کیونکہ جتنا کوئی اسکو پڑھتا ہے۔ اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے۔ قرآن محدود نہیں ہے۔ کہ اس کو کوئی پڑھ سکے ہاں اس کے الفاظ محدود ہیں۔ یہ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اس نے الفاظ کو پڑھ لیا۔ مگر قرآن کو نہیں پڑھ لیا۔ جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ اس نے سورہ فاتحہ کو پڑھ لیا۔ تو اس کے یہ معنی ہوتے کہ اس نے الحمد سے لیکر ولا الضالین تک کے حروف والفاظ کو پڑھ لیا۔ باقی رہا یہ کہ اس کے اندر جو علوم اور حکمتیں اور معارف ہیں وہ بھی اس نے ختم کرلئے۔ یہ درست نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ان تمام علوم کو جو اس کے اندر ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ختم نہیں کرسکے مسیح موعود بھی ختم نہیں کرسکے اگر انھوں نے ختم کرلیا ہوتا۔ تو کیا ضرورت تھی کہ ہر نماز میں یہ پڑھتے۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ وہ جوں جوں پڑھتے تھے اسی قدر اس کے معارف ومطالب اور وسیع ہوتے چلے جاتے تھے اگر ان پر اس کے علوم ختم ہوگئے تھے۔ تو اس دعا کے پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ کھائی ہوئی روٹی کو دوبارہ نہیں کھایا جاتا۔ اور نہ پئے ہوئے پانی کو دوبارہ پیا جاتا ہے۔ ہر بار نئی روٹی کھائی۔ اور نیا پانی پیا جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن جو روحانی غذا ہے۔ یہ بھی ہر بار نیا ہوتا ہے۔ اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے۔ کہ اس نے ایک دفعہ پڑھ کر مثلاً سورہ فاتحہ کے تمام مطالب کا احاطہ کرلیا ہے اور اس کے لئے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں تو وہ غلط کہتا ہے۔

یاد رکھو کہ ہر ایک کام کے متعلق یہ بات ہے کہ جوں جوں انسان اس کے متعلق مشق کرتا ہے اس کا دائرہ بڑھتا جاتا ہے۔ پس اسی طرح جب انسان قرآن کے علوم پر غور کرتا ہے۔ تو ہر دفعہ نئے علوم اس کو عطا ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس نے قرآن کے علوم کو ختم کرلیا۔ حتیٰ کہ سب سے بڑھ کر قرآن کے جاننے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں کہہ سکتے کہ آپ نے قرآن کے علوم کو ختم کرلیا۔ کیا جو لوگ جنت میں داخل ہوگئے ان کے لئے مدارج ختم ہوگئے۔ نہیں ان کے مدارج بھی ترقی کررہے ہیں۔ آنحضرت کے مدارج میں ابھی ترقی ہورہی ہے اگر آپ کے مدارج ختم ہوجاتے تو یہ درود کیوں کہا جاتا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اور پھر اگر آپ کے لئے تمام ترقیات ختم ہوگئی تھیں تو یہ دعا سکھانے کی کیا ضرورت تھی۔ اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید مومن یہ اسی لئے پڑھتا ہے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر مدارج حاصل ہوچکے ہیں ان میں اور زیادتی ہو۔ پس آپ کے مدارج بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے آپ پر بھی علوم ختم نہیں ہوسکتے۔

جن معنوں میں قرآن کا ختم ہوجانا کہا جاتا ہے اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ حروف والفاظ کو ختم کرلیا یہ مت کہو اور ہرگز مت سمجھو کہ قرآنی علوم کو ختم کرلیا

قرآن کے نئے معارف کس طرح حاصل ہوتے ہیں

جب تم اپنے دل میں یہ خیال کرکے قرآن کریم کو پڑھوگے۔ کہ تم نے ابھی اس کو ختم نہیں کیا۔ اور یہ کہ اس کے علوم لامحدود ہیں اگر کوشش کریں گے تو نئے نئے علوم حاصل ہونگے۔ تو وقت دیکھو کہ ہر بار نئے علوم اور نئے معارف تمہیں حاصل ہونگے۔ مگر جب انسان یہ خیال کرسکے

جو کچھ اس نے کرنا تھا۔ وہ کر چکا وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ لیکن جو خیال کریگا اور جانیگا کہ ابھی اس نے بہت کم کیا ہے۔ اور بہت زیادہ کرنا ہے۔ وہ بہت کچھ کریگا۔

دنیا میں دیکھو جن لوگوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ہمیں دنیا اس سے زیادہ نہیں جس قدر ہمیں معلوم ہے۔ وہ اس سے زیادہ معلوم نہ کر سکے۔ مگر جن کو کسی طریق سے پتہ لگ گیا کہ زمین یہی نہیں جو ہمیں معلوم ہے ا نھوں نے اور بھی بہت سی زمین کا پتہ لگا لیا۔ اور کئی جزیروں کا ان کو علم ہو گیا۔ پس اسی طرح جو سمجھتا ہے۔ کہ اس نے علوم کو ختم کر لیا ہے وہ ترقی نہیں کر سکتا اور جو ابھی اپنے آپ کو محتاج جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ابھی اس نے علوم کو ختم نہیں کیا۔ اس کے لئے اور علوم کھولے جاتے ہیں۔

پس کوئی نہیں جو قرآن کے علوم کو ختم کر سکے اس میں وہ علوم ہیں جو یہاں بھی کام آتے ہیں اور اگلے جہان میں بھی کام آئیں گے۔ ایسی عظیم الشان کتاب ہے۔ کہ اس میں انسان کی ہر حالت کے متعلق ہدایتیں ہیں۔ اگرچہ اس کے الفاظ مختصر ہیں مگر معانی و مطالب اس قدر وسیع ہیں کہ جن کی کوئی حد نہیں جو اس خیال سے اس کا پڑھنا ترک کر دیتا ہے۔ کہ جو کچھ اس نے پڑھنا تھا پڑھ چکا۔ وہ غلطی پر ہے کیونکہ درحقیقت وہ قرآن کو نہیں پڑھ چکا چونکہ درحقیقت اس میں وہ ہدایتیں ہیں جو انسان کی ہر حالت کے متعلق ہیں۔ اور انسان کی حالت ہر وقت بدلتی رہتی ہے۔ اس لئے ہر وقت اس کا پڑھنا ضروری ہے۔

قرآن کریم پڑھنے کی ہدایت

پس میں اپنی جماعت کے لوگوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ قرآن کریم کے پڑھنے میں کوشش کریں۔ اور ان کو ایسے ایسے معارف ملیں گے۔ کہ انکی روحیں انکی لذت کو محسوس کرینگی اور ان کو معلوم ہو گا کہ وہ ایسے سمندر میں سے جواہر نکال رہے ہیں۔ جس کے جواہرات کا کبھی خاتمہ نہیں ہو سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود نے جو گر بتائے ہیں اگر انسان ان کو مدنظر رکھے تو وہ ان علوم سے حصہ پا سکتا ہے مگر لوگ الفاظ کی طرف چلے جاتے ہیں اور معانی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے روزانہ قرآن کریم کا درس جاری فرمایا تھا اسکی ترتیب ایک خاص رنگ اور امتیاز رکھتی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ صحابہ کا دستور تھا کہ ہفتہ میں ایک دن یا دو دن قرآن کا درس دیتے تھے۔ مگر میرا جی چاہتا ہے کہ ہر وقت قرآن سمجھاتا رہوں اس کا ایک یہ تو فائدہ ہوا کہ بہت سے لوگوں نے اس درس سے فائدہ اٹھایا۔ اور ایسا سمجھا کہ وہ دوسروں کو سمجھانے کے قابل ہو گئے مگر جس بات سے آپ ڈرایا کرتے تھے وہ اب پیدا ہو گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ جو لوگ عادت کے طور پر وعظ سنتے ہیں۔ انھیں اگر وعظ سننے کا موقعہ نہ ملے تو اپنی حالت پر قائم نہیں رہتے

قرآن کو نشہ کے طور پر نہ پڑھو

بات یہ ہے کہ جن طلباء کو ہر وقت استاد کی نگرانی اور سہارے کی عادت ہو جاتے۔ ان کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسی نشہ کے عادی کی ہوتی ہے کہ اگر نشہ نہ ملے تو اعضاء شکنی شروع ہو جاتی ہے۔ یہی حالت علوم کے نشہ کی ہوتی ہے۔ اگر ان کو وہ نشہ ملتا رہے۔ تو ان کی حالت درست رہتی ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے وہ غذا نہ ملے تو پھر اعضاء شکنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور کسل اور سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ جن کو علوم کی غذا کی عادت ہو جائے انھیں اپنے نفس پر زور دینے کی عادت کم ہو جاتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے بہت سے نقص پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً میری پچھلے دنوں کی بیماری میں جبکہ میں درس نہ دے سکا۔ تو ایسی باتیں یہاں کے لوگوں میں پیدا ہو گئیں جو پیدا نہیں ہونی چاہئیں تھیں۔

ان لوگوں کی حالت اس لئے ہو گئی کہ وہ روزانہ روحانی غذا کے نہ ملنے کی وجہ سے اپنی حالت پر قائم نہ رہ سکے۔ کیونکہ وہ تو سہارے کے محتاج ہو گئے تھے۔

قادیان میں درس کے سوال کی اہمیت

اب یہاں ایک غور طلب سوال پیدا ہو گیا ہے۔ جو یہ ہے کہ قادیان کی مرکزی حیثیت تو چاہتی ہے کہ یہاں روزانہ تعلیم کا سلسلہ جاری رہے۔ کیونکہ مہمان روزانہ باہر سے آتے رہتے ہیں۔ ان کی حالت متقاضی ہوتی ہے کہ روزانہ درس تدریس کا سلسلہ جاری رہے۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ یہاں کے لوگ اس کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اور عادت کے باعث اگر کچھ دنوں کے لئے یہ سلسلہ رک جائے تو ان سے بعض میں کمزوری پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پس چونکہ قادیان کی مرکزی حیثیت سے باہر والوں کے لئے روزانہ درس کی ضرورت ہے اور یہاں کے لوگوں کے لئے روزانہ درس بطور عادت ہو جاتا ہے۔ اس لئے اب درس کا سوال بہت اہم ہو گیا ہے۔

عادت سے کیسے بچا جا سکتا ہے

میرے نزدیک یہ بات ضروری ہے۔ کہ ہمیشہ درس جاری رہے اور مہمانوں کی ضروریات مقدم ہوں۔ اور وہ لوگ جن کے لئے روزانہ درس بطور عادت ہو گیا ہو اور جو اگر درس نہ ہو تو ٹھوکریں کھاتے ہیں انھیں میں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ کیونکہ درس میں کبھی

رو کاوٹ بھی پیدا ہونا ہوتی۔ کیونکہ بشریت ہر ایک شخص کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ بیماریاں بھی آتی ہیں۔ اور بھی مجبوریاں ہوتی ہیں پس میرے نزدیک وہ لوگ جو روزانہ درس سنتے ہیں۔ ان کو چاہئے۔ کہ وہ عادت کے طور پر اسے نہ سنیں بلکہ اپنا روزانہ محاسبہ بھی ساتھ جاری رکھیں جن لوگوں کو عادت ہو جاتی ہے۔ وہ واقعی ابتلاء میں پڑتے ہیں۔ لیکن اگر وہ محاسبہ جاری رکھیں گے تو ٹھوکروں سے بچ جائیں گے۔ دیکھا جاتا ہے۔ کہ جن لوگوں کو کسی حرکت کی عادت ہو جاتی ہے۔ وہ ہر وقت ان سے سرزد ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً بعض لوگوں کو ناک ہلانے کی عادت ہوتی ہے بعض کو خاص طور پر ہاتھ ہلانے کی عادت ہوتی ہے وہ اسی طرح ہو جاتی ہے۔ کہ بغیر جاننے کے وہ یہ حرکت شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص جان کر کسی کام کے لئے ہزار بار بھی کوئی حرکت کرے تو وہ اسکی عادت میں داخل نہیں ہوگی۔

ایک دفعہ ستجویر نے مخلص ہیں ان کو دیکھا ہے کہ ان کی انگلیاں ہلتی رہتی ہیں ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ غیر احمدی ہونے کی حالت میں زیادہ تسبیح پھیرنے کے باعث یہ عادت ہو گئی ہے۔ اگر تسبیح نہ بھی ہو تو بھی انگلیاں ہلتی رہتی ہیں۔ اس قسم کی عادت کی وجہ غفلت ہوتی ہے اور غفلت کے باعث اعضاء خود بخود حرکات کرتے رہتے ہیں۔ پس وہ لوگ جو روزانہ درسوں میں شامل ہوں وہ بطور عادت کے شامل نہ ہوں۔ بلکہ ہر روز یہ نیت لیکر آیا کریں کہ ہمیں کچھ سیکھنا ہے۔ اگر وہ روزانہ اس نیت سے شامل ہونگے اور بغور سنیں گے تو انشاء اللہ ان کے لئے بہت مفید ہوگا۔

اس بیماری کے دوران میں یہ نقص بھی سمجھ آگیا۔ ورنہ جب حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے۔ تب یہ بات خیال میں بھی نہیں آتی تھی کہ روزانہ درس کے باعث بعض نقص بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری صحت پہلے سے بہت اچھی ہے۔ اور ارادہ ہے کہ درس جاری کردوں۔ مگر چونکہ ابھی صحت پورے طور پر اچھی نہیں ہوتی۔ اس لئے ارادہ ہے۔ کہ ہفتہ میں تین دن

ایک احمدیت سے مرتد کی حقیقت

اخبار اہلحدیث اور پیسہ میں ایک شخص جمیل بیگ کی طرف سے توبہ کا اعلان شائع ہوا ہے۔ اگرچہ صراط مستقیم سے بھٹکنا اور ہدایت کو چھوڑ کر ضلالت میں گرنا کوئی انوکھی بات نہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب وحی اپنی بدبختی سے مرتد ہو گیا۔ اور اس کے ارتداد سے نہ تو رسول کریم کی صداقت پر کوئی حرف آیا اور نہ اسلام جھوٹا سمجھا گیا۔ تو اب کسی کے احمدیت سے برگشتہ ہونے سے حضرت مسیح موعود اور آپکے سلسلہ پر کیا اثر پڑ سکتا ہے لیکن چونکہ مذکورہ بالا شخص نے اپنی احمدیت سے برگشتہ ہونیکا اعلان اخباروں میں کرایا ہے جسکی غرض بعض لوگوں کو دھوکہ دینا ہے۔ اس لئے ذیل میں اس کے اصل حالات شائع کئے جاتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ احمدیت سے کہاں تک تعلق رکھتا تھا۔ ایڈیٹر

میں نے ایک اہلحدیث سے یہ سنا ہے کہ آجکل کسی پرچہ اہلحدیث امرتسر میں ایک شخص بنام جمیل بیگ کا مرزائیت سے توبہ کا مضمون چھپا ہے۔ چونکہ مجھے اس شخص کے حالات سے واقفیت ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اصلی حالات اس شخص کی مذہبی حالت کے آپکے اخبار میں شائع ہو جاویں تاکہ معلوم ہو جاوے۔ کہ حق کیا ہے۔ اور کہاں تک اس شخص کی تحریر قابل وقعت ہے۔ یہ شخص بعہدہ سپاہی معمولی نوشت و خواند کا آدمی ہے۔ اور پلٹن ۱۰۲ مقیم چھاونی داناپور میں عرصہ چار ماہ سے کلرکی کے کام پر متعین ہے۔ اس شخص نے ایک دن منشی اسمٰعیل خانصاحب کو جو ہیڈ کوارٹر ماسٹر کلرک ہیں کہا کہ مجھے خواب میں میرے والد نے تاکید کی ہے۔ کہ تم احمدی ہو جاؤ۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے احمدیت کے اصول بتا دیں۔ منشی اسمٰعیل خان صاحب نے اس سے کہا کہ تم سلسلہ کی کتابیں دیکھا کرو اصول سے واقفیت ہو جاویگی۔ چنانچہ وہ سلسلہ کی کتب کشتی نوح و دین الحق منشی اسمٰعیل خاں صاحب سے لے گیا۔ دوسرے تیسرے دن وہ پھر ملا اور کہا کہ مجھے پھر میرے والد صاحب نے تاکید فرمائی ہے کہ احمدی ہو جاؤ۔ اس وقت میں بھی منشی اسمٰعیل خانصاحب کے پاس موجود تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ کتابیں پڑھے جاؤ میں نے بھی اسے کہا کہ کتابیں پڑھنے سے واقفیت ہوگی۔ پھر چار پانچ دن کے بعد ملا۔ تو اس سے دریافت کیا کہ کتابیں پڑھی ہیں یا نہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں پڑھی ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ وفات مسیح کے دلائل کچھ تم سمجھے ہو۔ اس نے کہا کہ میں سمجھا ہوں اور بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کے چلے جانے کے بعد منشی اسمٰعیل خانصاحب سے کہا کہ آپ اس سے بیعت کیوں نہیں لکھواتے۔ تو منشی صاحب نے کہا کہ یہ لونڈا ہے۔ اسے معلوم تو کچھ ہے نہیں اس سے بیعت کے لئے کیا کہیں۔ جب اسے احمدیت سے واقفیت ہو جائیگی۔ تو بیعت کرائی جائیگی۔ ابھی پرسوں سے تو اس نے اپنا شوق ظاہر کیا ہے۔ اور پھر اسے ابھی غیر احمدیوں کے امتحان میں پاس ہونا باقی ہے۔ ممکن ہے پاس ہو یا نہ ہو۔ یعنی اگر غیر احمدیوں نے اسے یہ کہکر کہ اگر تو احمدی ہو گیا۔ تو تجھے ہم بہت تکلیف دیں گے۔ اور ماریں گے پیٹینگے۔ دھمکی دی اور اس مقابلہ میں ڈگمگایا تو خواہ مخواہ اس سے بیعت کرانا بیجا ہوگا۔ ابھی اسے ایسا ہی رہنے دو۔ جب یہ اچھی طرح دلائل احمدیہ سے واقف ہو جائیگا۔ اور مجھے اس بات کا یقین ہو جائیگا۔ تو میں اسے بیعت کراونگا۔ اس سے قبل ٹھیک نہیں۔ اس کے بعد وہ دو چار دن کے بعد جب پھر ملا تو اس نے کہا کہ میں نے بیعت کا خط لکھ دیا ہے۔ لیکن تو میں نے اس خط کو دیکھا نہ منشی اسمٰعیل خانصاحب نے نہ منشی عبدالمجید صاحب جو احمدی ہیں کسی نے دیکھا۔ غرض ہم لوگوں نے کبھی اسے احمدی نہیں سمجھا ہاں یہ سمجھتے رہے کہ شاید یہ کسی دن احمدی ہو جاوے۔ یہ کبھی ہمارے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا

حالانکہ اس کے سامنے ہم نے کئی بار نماز ادا کی۔

غرض مذکورہ بالا حقیقت ہے اس شخص کے متعلق جو میں نے تحریر کی یہ شخص ہرگز احمدی نہیں تھا۔ جب یہ احمدی ہی نہ تھا تو اس کی توبہ کا کیا مطلب اگر اس نے اپنی بیعت کا خط لکھ بھی دیا۔ جیسا کہ اس نے ہم سے کہا تھا تو وہ بھی اسکی محض چالبازی تھی۔ جو کہ اس نے ایک شخص کے زیر اثر احمدیت کے خلاف کی۔ کیونکہ یہاں ایک شخص بہت ہی متعصب ہے۔ جس کو احمدیت کا ذکر ہر دم ستاتا رہتا ہے۔ اور وہ ہر وقت اس فکر میں رہتا ہے۔ کہ کسی طرح احمدیوں کی سبکی ہو۔ اس لئے وہ اکثر کوئی نہ کوئی جا و بیجا چال ہمارے خلاف استعمال کرتا رہتا ہے۔ جمیل بیگ کا فوراً عقیدۂ احمدیہ سے حسن ظنی ظاہر کرنا پھر بغیر تحقیقات کئے بیعت کرنے میں جلدی کرنا اور ہم احمدیوں سے پوشیدہ خط لکھنا۔ اس کے بعد فوراً ہی توبہ کا اعلان کر کے مذکورہ بالا متعصب صاحب کے ساتھ ملحانا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ ضرور ایک چال تھی جو ہمارے خلاف چلی گئی۔ اور یہ سب کارروائی صرف چند دن کے اندر اندر کی گئی ہے جس سے سلسلہ احمدیہ پر تو کسی قسم کا حرف نہیں آتا۔ البتہ جن لوگوں نے یہ طریق دھوکہ دہی اختیار کیا ان کی دینداری اچھی طرح ظاہر ہو گئی۔ (فضل محمد احمدی اسسٹنٹ سرجن انڈین اسٹیشن ہسپتال - داناپور)

نوٹ: مذکورہ بالا شخص کی طرف سے بیعت کا خط ۷ - فروری کا لکھا ہوا یہاں گیارہ کو پہنچا جس کے جواب میں ۱۸ - فروری کو خط لکھا گیا۔ جو اسے ۲۲ - یا ۲۳ - فروری کو ملا ہوگا۔ اس خط کے پہنچنے کے معاً بعد ۲۴ فروری کو اس نے فسخ بیعت کا خط لکھدیا۔ جس سے صریح طور پر ظاہر ہے۔ کہ پہلے بیعت کا خط لکھنا۔ اور اس کا جواب آنے پر فوراً فسخ بیعت کا اعلان کر دینا محض چالبازی تھی۔

(ایڈیٹر)

دو جلوے

چشم بصیرت کھلی۔ قدرت کے نظارے دیکھے۔ جلال کے مورد نظر آئے۔ جمال کے مظہر پیش نظر ہوئے نبوت و رسالت کی شانیں دیکھیں۔ انکار و تکذیب کے تماشے دیکھے۔ کسی کو مسرور و شاد پایا کسی کو مغرور و برباد دیکھا۔ نبوت اور نبوت کی جماعت غالب نظر آئی۔ منکرین و متمردین کو مغلوب و مرعوب ہوتے مشاہدہ کیا۔ ابھی ابھی دیوبند کی طرف سے گذرتے ہوئے ایک بڑے مولوی صاحب سے گفتگو ہوئی۔ جو جھنجلا جھنجلا کر باتیں کرتے رہے۔ مگر بالکل نیم جان ہو گئے۔ جبکہ احمدی دلائل نے اور اس کلام الٰہی نے ان کے کانوں میں پہنچ کر ان کے دل کو ہلا دیا۔ اور انھیں مبہوت کر دیا۔

ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون ط

اس لئے میں نے جو لشان اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کو لکھتا ہوں ایک طرف تو علمائے دیوبند مباہلہ و مناظرہ کے لئے غوغا مچا رہے ہیں۔ دوسری طرف حالت یہ ہے کہ ان کی جان لرزتی ہے۔ دل کانپتا ہے زبان لڑکھڑاتی ہے۔ منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ لہذا میں کہتا ہوں۔

بفضل حق ہم بلند ہونگے — جہاں میں اقتب المسند ہونگے
دواں ہمارے سمند ہونگے — ہمیں ہیں جو فتحمند ہونگے

عدو اسیر کمند ہونگے
کہو کہ سب دیوبند ہونگے

عدو پہ کیسا یہ قہر آیا — مقابلہ کو قدم اٹھایا
گرائے گا خالق اب دیا — ابھی سے میں نے یہ کہہ سنایا

عدو اسیر کمند ہونگے
کہو کہ سب دیوبند ہونگے

نہ ان کے دل میں خشیت رب — نہ ٹھیک ان کی زبان اور لب
کھلینگی ساری حقیقتیں اب — بندھینگی شکلیں جو انکی بےڈھب

عدو اسیر کمند ہونگے
کہو کہ سب دیوبند ہونگے

بہت وہ پھیلا چکے ہیں ظلمت — وہ کر چکے ظلم بے نہایت
اب ان کو دیگا خدا وہ ذلت — اڑیگا اک اک کا رنگ صورت

عدو اسیر کمند ہوں گے
کہو کہ سب دیوبند ہونگے

خدا حی و قیوم ہے۔ جو اس کا پاک مامور و محبوب ہے وہ بھی زندہ جاوید ہے۔ بلکہ مردہ دنیا کو زندہ بنانے والا۔ اس کی روحانیت یوماً فیوماً عالم میں پھیلیگی۔ اس کے فیوض و برکات جہان میں جان کی طرح رہیں گے۔ اس کا ذکر ورفعنا لک ذکرک کی شان دکھائیگا۔ بڑے بڑے بادشاہ مرتے ہیں۔ اور ان کا نام بھی مردہ ہو جاتا ہے مگر خدا کے مامور اور نبی کی شان یہ ہو کہ جتنا زمانہ ممتد ہوتا جاتا ہے

اس مامور ربنی کا پاک نام اور بھی زیادہ مشہور و محبوب ہوتا جاتا ہے - دیکھو اور آنکھیں کھول کر دیکھو کہ حضرت اقدس مسیح موعود امام مہدی معہود سیدنا غلام احمد قادیانی علیہ و علی مطاعہ محمد ن السلام کے مخالف مقابل بڑے بڑے امیر رئیس اور مولوی دنیا سے اٹھ گئے - آج ان کی وقعت ان کا چرچا کہاں ہے - مگر ایک طرف حضور مسیح موعود علیہ السلام کے نام لیوا آج عالم میں لاکھوں انسان ہیں - اور ایک دنیا خدا کے اس پاک مامور پر درود و سلام بھیجتی ہے - ذالك فضل الله یؤتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم میں بھی دربار مہدی و مسیح پاک میں ایک سلام عرض کرتا ہوں -

وہ امام مہدی منتظر ✢ بہزار شوکت وکر و فر ✢ ہوئے قادیان میں جلوہ گر ✢ گئی ہر مقام پہ یہ خبر ✢ جو ہوا دلوں پہ بہت اثر تو اٹھے مخالف بے ہنر ✢ وہ کیا جہاں میں شور و شر ✢ کہ ہوئے وہ جوش میں کور و کر ✢ وہ اٹھا کے زور چلا مگر ✢ کیا حق نے مہدی کو بادفر

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

وہ مسیح پاک ہو آگیا ✢ تو ہمیں بھی زندہ بنا گیا ✢ وہ عجیب نغمہ سنا گیا ✢ وہ دلوں کو مست بنا گیا ✢ وہ نرالی شان دکھا گیا وہ نیا ہی رنگ چڑھا گیا ✢ وہ تمام کام بنا گیا ✢ وہ خدا کی راہ بتا گیا ✢ وہ تمام پردے اٹھا گیا ✢ وہ سبھی اندھیرے مٹا گیا

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

وہ خدائے پاک کا نور تھا ✢ وہ شہ عرب کا ظہور تھا ✢ وہ دلیل بزم حضور تھا ✢ وہ ہمیشہ محو سرور تھا ✢ وہ حبیب رب غفور تھا وہ نبی تھا اور حضور تھا ✢ وہ ہر اک بدی سے نفور تھا ✢ وہ ہر اک شر سے دور تھا ✢ وہ تجلیات کا طور تھا ✢ پر اسے نہ کچھ بھی غرور تھا

حسنت جمیع خصالہٖ

وہ مرے خدا کا نذیر ہے ✢ کہ نشان جس کا "بشیر" ہے ✢ یہ بشیر جو کہ امیر ہے ✢ جو ہمارا مرشد و پیر ہے ✢ وہ مسیح رب قدیر ہے کہ جو جس کی پاک نظیر ہے ✢ وہ جری نبی کا وزیر ہے ✢ کہ ہر ایک جس کا اسیر ہے ✢ وہ ہمارا بدر منیر ہے ✢ وہ شہ صغیر و کبیر ہے

صلوا علیه و آلہٖ

(ابو محمد محفوظ الحق علمی احمدی)

پارلیمنٹ میں ہندوستان کا ذکر

لندن - ۲۴ - مارچ - دار العوام میں مسٹر ریزین کا جواب دیتے ہوئے مسٹر فشر نے بیان کیا کہ ہندوستان کی فوج اسیقدر عجلت کے ساتھ منتشر کی جا رہی ہے جس قدر معاملات اجازت دیتے ہیں - تقریباً ڈھائی لاکھ جنگجو سپاہی اب تک سبکدوش کئے جا چکے ہیں - یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں ایک فوج جھنڈوں کے ساتھ رکھی جائے - جو ہندوستان کی ضروریات اور اس ہندوستانی سپاہ کی تقویت قائم رکھنے کو کافی ہو جو نو آبادیات کے مستقروں اور مفتوحہ علاقوں میں مامور رہے - عملی حدود کے اندر انتشار کی کارروائی کو گورنمنٹ ہند اور سرا عام نے پسند کیا ہے - کرنل ذیٹ کا جواب دیتے ہوئے مسٹر فشر نے بیان کیا کہ جو انعامات برطانوی و ہندوستانی افسروں کے لئے منظور کئے گئے ہیں - وہ یکم فروری سے تنخواہ میں اضافہ اور بونس سے آزاد ہونگے کمانڈر ویجو کے جواب میں مسٹر فشر نے کہا کہ مسٹر انٹیگو نے گورنمنٹ ہند سے درخواست کی ہے کہ جلد سے جلد ان لوگوں کی تعداد بہم پہنچائے - جو ہندوستان میں تحقیقات کئے بغیر زمانہ جنگ میں نظر بند یا قید کئے گئے - اور نیز ان لوگوں کی تعداد جو مہلت جنگ کے بعد رہا کئے گئے - مسٹر جیان کے جواب میں مسٹر فشر نے کہا کہ مسٹر مانٹیگو اس جواب میں جو دہلی کانفرنس کے ایڈریس کو الیار پر نیز ایکسلنسی لیسر اے نے دیا ہے - کچھ اضافہ نہیں کر سکتے -

ہندوستان کی خبریں

انگریزی اخبار حق بند پنجاب کا سرکاری انگریزی اخبار حق ۹ - مارچ کے بعد سے بند ہو گیا

فسادات دہلی کے متعلق تحقیقاتی کمیشن دہلی کے بلووں کے متعلق ایک غیر سرکاری تحقیقاتی کمیشن نے ۲ - اپریل سے گواہوں کے بیانات قلمبند کرنے شروع کر دیئے ہیں -

تحریر و تقریر کی بندش - ڈاکٹر ستیہ پال بیرسٹر امرتسر کو حکم دیا گیا ہے - کہ ان کو تقریر کی اجازت نہیں ہے -

ایک شخص نے اپنی زبان خود کاٹ لی جودھپور کالی ناتا کے مندر میں ۳ - اپریل کی صبح کو ایک نوجوان ہندو نے ماتا رانی کی جے پکارتے ہوئے اپنی زبان کاٹ کر رکھدی -

انفلوئنزا کے دوبارہ پھیلنے کا اندیشہ بنگال کو پبلک ہیلتھ کمشنر نے دہلی عدی ہو کر انفلوئنزا کے دوبارہ پھیلنے کا اندیشہ ہے -

مقدمہ سازش میں چوری مقدمہ سازش میں چوری جس میں ۲۴ ملزمان ہیں کی سماعت صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میں چوری کے روبرو شروع ہو گئی

نواب صاحب بہاولپور کا عطیہ ہز ہائینس نواب صاحب بہاولپور نے حضور وائسرائے کی اپیل کے جواب میں ۳۰ ہزار روپیہ امپیریل انڈین ریلیف فنڈ کو عطا کئے ہیں -

دہلی میں صورت معاملات اخبار مارننگ پوسٹ رقمطراز ہے کہ ۳ - اپریل کو دہلی میں بالکل امن و امان تھا شام کے وقت تمام دکانیں کھلی تھیں اور حسب معمول کاروبار جاری رہا تھا - ۳ - اپریل کی شب کو گھنٹہ گھر کے قریب ایک قابل اعتراض اشتہار چھپا ہوا شدہ پایا گیا جس میں

اشتہار

ضرورت ملازمین

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ذیل کے اساتذہ کی ضرورت ہے

دو جے۔ اے۔ وی۔

دو ایس۔ وی

دو جی۔ وی یا نارمل پاس

دو ڈرائینگ ماسٹر

ایک شاستری سنسکرت دان

تنخواہ حسب لیاقت معقول

درخواستیں معہ نقول سندات دریارکس انسپکٹر و ہیڈ ماسٹر کے نام فوراً آنی چاہئیں۔

اصلی ممیرا ممیرا سیکائی سرمہ ست سلاجیت

ممیرے کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلیفہ اول نے کی۔ اور سرمہ کی ترکیب انہوں نے ہی بتلائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید"

ممیرے کی قیمت فی تولہ عہ اور سرمہ ممیرا فی تولہ عہ

ست سلاجیت فی تولہ عہ مقوی اعضاء رئیسہ مشتہی طعام قاطع بلغم دریاح دافع بواسیر دق تخمہ خفیف فائل کرم شکم مفتت سنگ گردہ اور درد مفاصل کے لئے مجرب ہے۔

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

ضرورت ضرورت ضرورت

ہمیں ڈیرہ دون دوکان کے لئے ایک تجربہ کار چست اور عقلمند احمدی ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ جو موٹر کاروں کی مرمت کا کام بخوبی جانتا ہو تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے احمدی احباب عندالضرورت ہم سے ٹائر اور ٹیوب اور فورڈ۔ اور لینڈ کار کا نیا مال منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ پہنچائیں محمد امین۔ فضل کریم۔ وی پنجاب موٹر سٹور متصل ریلوے سٹیشن ہردوار روڈ ڈیرہ دون

تریاق دمہ

دمہ یعنی ضیق النفس کے لئے تو اکسیر ہے کھانسی کو دور کرنے کے لئے بھی نہایت مفید ہے کیسا ہی کہنہ مرض ہو اس تریاق کے استعمال سے فوراً دور ہو جاتا ہے جن لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے بعض اخبارات اور اطباء کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں قیمت فی شیشی دس آنے ملنے کا پتہ:۔

خواجہ معین الدین احمدی قادیان پنجاب

الفضل ایک ایسی جماعت کا آرگن ہے۔ جو خدا کے فضل سے تعلیم یافتہ ہے اور جس میں ہر طبقے کے آدمی پائے جاتے ہیں۔ اور مذہبی اخبار ہونے کی وجہ سے ہر شخص اس کا فائل محفوظ رکھتا ہے۔ اس لئے اس میں

خضاب شاہجہانی

ہمارا خضاب شاہجہانی عرصہ دراز سے مقبول و مشہور ہے ...... اسکی وجہ یہ نہیں کہ ہم نے اسکی شہرت کے واسطے کوئی خاص کوشش کی ہو بلکہ خضاب شاہجہانی کی عام قبولیت کا اصل راز یہ ہے کہ اپنی بےنظیر خوبیوں کے سبب جہاں گیا پسند آیا جس نے ایکبار لگایا پھر بھی بار بار منگایا یہی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کا خریدار بنایا۔ اطباء اور ڈاکٹروں کا بالاتفاق یہ خیال ہے کہ اصل خضاب وہ ہے جو جلد پر داغ دھبہ نہ ڈالے یہ صفت خضاب شاہجہانی میں خدا کے فضل سے موجود ہے۔ اس میں کاسٹک یا مرکری وغیرہ کوئی ایسے اجزا شامل نہیں جو کسی طرح بھی مضرت رساں ہوں۔ ایک دفعہ لگانے سے ہفتوں اس کا اثر رہتا ہے۔ بالوں میں ایسی گہری پائدار اور چمکیلی سیاہی آجاتی ہے جیسے جوانی میں اپنی قدرتی سیاہی اور آبداری ہوتی ہے۔ اگر ہمارے اس بیان میں خلاف یا مبالغہ ثابت ہو تو ہم قیمت معہ خرچ واپس دینے کو تیار ہیں۔ ہم کوئی اشتہاری دوا فروش نہیں کاروباری لوگ ہیں۔ فضول لفاظی میں اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا پسند نہیں کرتے تجربہ سب سے بڑھ کر کسوٹی ہے بطور آزمائش ایک ہی شیشی طلب فرما کر جھوٹ اور سچ کو پرکھ لیں۔ اس سے بڑھ کر اطمینان کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے جنہیں مناسب شرائط پر خضاب شاہجہانی کی ایجنسی دیجاتی ہے۔ اور معقول کمیشن

قیمت فی بکس ۱۲ (بارہ آنہ) علاوہ محصولڈاک

ایم عبد العزیز الدین اینڈ برادرز۔ قادیان ضلع گورداسپور

[illegible] پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شائع ہوا